رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳ REGISTERED NO. A 783



اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ کی ترقی کا راز صفائی معاملات اور ...

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ رسالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیئے کہ **اودھ پنچ** ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ مانحن فیہ والسلام ۔ یہہ دور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونہین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ دامے درمے نہین تو قدمے کوشش سے [illegible] مذہب یا [illegible] کا واسطہ دینا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ [illegible] صاحب ڈاکخانہ [illegible] ہوجاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دو تین نمبر زیادہ منیجر تو نہین بھیج سکتا اور پرچہ گم ہونے کی عادت ہے [illegible] ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جا سکے۔ ہر پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے لہذا [illegible] تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے [illegible] اور زبردستی قیمت لیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاع [illegible] ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق [illegible] کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے [illegible]

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین [illegible] فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین [illegible] آئندہ [illegible] نمبر خریداری [illegible] نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۴۰

مضامین غیر

(۲۲ ر اکتوبر ۱۹۲۶ء)

فن قیافہ کا لفافہ

نمبر ۱

مولانا پنچ - پرانے منطقیوں نے منطق کی کتابوں میں اس مقولہ کی صحت کو تسلیم کیا ہے کہ الظاہر عنوان الباطن دنیا اور شخص میں فتنی ہوتی ہے۔ یہ مقولہ ہے بہت ہی بنیادی مانا جاتا سمجھا جاتا ہوا۔ عالم کا تغیر ذوات سے لیکے صفات تک ہویدا ہے لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ فن قیافہ کے مسلمات میں بھی تغیر نہ ہو۔ اسی تغیر کیساتھ پورا پورا انقلاب ہے۔ ان جناب کا ارادہ ہے کہ گاہے ماہے اس موضوع پر کچھ لکھتے رہیں۔ آپکو اختیار ہے کہ ان مضامین کو آپ پنچ کے اصل مشمولات کا ایک جزو سمجھیں یا مستقل مضمون۔ بندہ معترض نہ ہوگا

[illegible]

پرانے قیافہ جی صاحب فرماتے ہیں کہ سکوت و دلیل کمال عقل ہے۔ دنیا والوں کے زمانہ میں جو کوئی گونگا ہوں الگ تھلگ دنیا سے بیزار آبادی سے دور بیٹھا پسند کرتا تھا لوگ اوسے عاقل کامل سمجھتے تھے۔ اب عقلا کی یہ صنف خال خال دکھائی دیتی ہے زمانہ پلٹ گیا۔ ویرانہ آبادیان کا مسکن ہے۔ ممکن ہے کہ مولوی علاء الدین عرف اُلّو طبقۂ عقلا و حکما میں داخل ہوں۔ کیا معنی کہ وہ اکثر دن کو ساکت رہتے ہیں شب کو بغیر بولے رہتے ہیں لیکن حال کے عقلا ہرگز گوارا نہیں کرتے کہ اونکی تشبیہ بھی مولوی علاء الدین سے دیجائے کسی شاعر نے لکھنؤ کے نامہ بر کی تشبیہ الّو سے دی تھی ع

اوسے کہتا نہیں کہ دیکھے نامہ کا جواب
چپکا بیٹھا ہے کبوتر مرا الّو کی طرح

سنتے ہیں کہ اوسکے جواب میں ایک کبوتروں کی

گرویدن، ضرور خون نظر فون کرکے شکوہ سنج ہوتی ہیں یہ جا بیگانگی عقل - فی زمانہ سکوت کی صفت سے عقلاے دہر خالی ہیں۔ ایک ذرا سی ملکی مجالس اور قومی محافل میں شریک ہو کے دیکھیے تو آپ ہمارے علم و حکمت کے قائل ہو جائینگے۔ وہ بک بک، وہ جھک جھک۔ وہ قیل قال۔ وہ ہیچ پیچ ہوتی ہے کہ چڑیا بازار کی چپقلش اور کنجڑوں کی بچایت اوسکے سامنے بے حقیقت ہے مگر کس کی شامت آئی ہے جو ان کم سخنوں کو بے وقوف کہہ سکے یہ سب عقلا ہیں ان کی تقریریں حشو و زوائد سے پاک ہوتی ہیں معرفت سے پُر ہوتی ہیں تدبر سے معمور ہوتی ہیں کیوں نہ ہو۔ آخر یہ ملک کی عقل ہیں کہ نہیں؟

وہ دن کو گئے جب کونسل میں ہماری سرکار ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے بے زبان ممبر رکھتی تھی آجکل جو ممبر ساکت رہا اوس سے بذریعہ کاغذ اخبار استفسار کیا جاتا ہے کہ حضور نے اپنی مدت خدمت میں حکومت سے کتنے سوال کیے؟ لا اور جس ممبر نے اونچے سیدھے بے کار بے مصرف سوالات کر کے آڑے ترچھے اینڈے بینڈے مہمل کچھ جواب حاصل کیے وہ جانا بنایا عاقل اور مسلم الثبوت اہل الرائے خیال کیا جاتا ہے۔ دنیا ظاہر پرست ہے عقل و عاقل کی پرکھ اوسی کے ہاتھ ہے لہٰذا مجھے یا آپ کو ایسے عقلمندوں کی عقل میں اشتباہ کا حق نہیں ع

بجا کہے جسے عالم اوسے بجا سمجھو
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

جب خلق کا حلق نقارۂ خدا ٹھہرا تو ان کی بک بک پر نکتہ چینی بے ادبی ہے ع

زبان در کام دزدیدم و داغ گفتگو کردم
سخن را کرسی رفعت بود گویا بستن لب را

یا وہ زمانہ تھا جبکہ چپ رہتے تھے بن گئے خاموشی حد شکایت ہے جواب جاہلاں باشد۔ ایک چپ ہزار بلائیں ٹالتی ہیں دو چار بلا میں ضرور ٹال دیتی ہے لب فرو بستن بوقت گفتن و کشادن بر محل خاموشی اب تیرگی عقل پر دال نہیں تو بے بہا۔ چپ ہے

اور ان عقلمندوں کو سرکار سے پوچھنے دیجئے کہ ہمارے مذہب کی ترقی میں آجتک حکومت نے کیا کارروائیاں کیں۔ کیا حکومت براہ مہربانی بتائیگی کہ مسجد میں کتنے نمازیوں کے ماتھوں پر گھٹے نمایاں ہو جاتے ہیں؟

لیڈروں کے علاوہ وہ قومی خدام بھی ذہین سمجھے جاتے ہیں جنکی بسیار گوئی ضرب المثل ہو۔ آپ نے کوئی خاموش خادم قوم دیکھا ہو تو ہمیں بھی بتائیے ہم اوسکی زیارت کے بہت مشتاق ہیں۔ کیا یہ لوگ اہل عقل نہیں ہیں؟ بخدا واللہ ایسے عقلمند ہیں کہ کبھی ہماری طرح منقطع نہیں رہتے جب دیکھیے جب حامل ہے۔ اگر یہ چپ رہتے تو کیا ذی عقل سمجھے جاتے؟۔ اے حضرت جو انکے منہ میں دو تولے گوشت کی زبان نہ ہوتی تو کوئی دو کوڑیوں کو انھیں نہ پوچھتا۔ رہا یہ کہ انکی زبان بے محل چلتی ہے یا برمحل مفید ہے یا مضر انھوں نے دنیا کے امن میں آگ لگائی یا اوسکے واسطے سامان راحت بہم پہونچایا ایک بھاڑ کی ہوئی بات ہے۔ آپ خود ہی اپنے دل میں فیصلہ کرلیجیے کہ جنھوں نے چپ سادھی وہ آج مزے کر رہے ہیں یا جو ٹراتے رہے وہ۔

انھیں بھی جانے دیجیے حکیموں اور ڈاکٹروں کی طرف توجہ فرمائیے کیا یہ عقلا میں داخل نہیں ہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں مگر جو معالج منہ میں گھنگنیاں بھرے بیٹھا رہتا ہے سو عقلمندوں کا ایک عقلمند بھی ہو تو کوئی اوسکی طرف رُخ نہیں کرتا اور جو معالج خالی مریض نہیں بلکہ اوسکے کنبے بھر کا دماغ چاٹ لیتا ہے وہی نام پیدا کرتا ہے اوسی کی خوب چلتی ہے وہی پوجا جاتا ہے اور سچ پوچھیے تو وہی کامل العقل بھی ہے چاہے علم و فن کی طرف سے بالکل کورا ہو۔ صوم صمت (چپ شاہ کا روزہ) رکھنے والا حکیم اہل فرزانہ روزگار مسیح وقت بھی ہو تو اوسے کوئی نہیں پوچھتا۔ ایک بازاری [illegible] فروش کے مقابلے میں مات کھا جاتا ہے۔

چنانچہ بو علی سینا اور ایک حکیم جنگلی کا قصہ شاید آپ نے سنا ہوگا مشہور ہے کہ بو علی کتاب قانون مرتب کرنے اور کتاب خانہ جلانے کے بعد جو اس مفلوج کی طرح فرار ہوئے تو نکلے کہ مریض کی نبض بنے ڈھونڈتے ترے ایک صحرا میں پہونچے صحرا آبادی سے

نزدیک تھا اور وہاں ایک مسیحا نفس طبیب صاحب متمکن تھے۔ کو شائقین حضرت اس وقت کہیں رنجور ان و بیمار ان سے معمور تھا۔ مطب کے مونڈھے گھرے ہوئے تھے۔ کچھ بھیڑ کے کسی طرح انھوں نے راہ نکالی۔ دیکھا کہ حکیم صاحب ایک نلکی (ربڑ کی) کا سرا نبض پر رکھے اور دوسرا سرا اپنے کان میں لگائے جیسے ٹیلیفون پر دل مریض سے بات چیت کر رہے ہیں۔ انھوں نے دل میں الحمد للہ ہی پڑھا تھا جمہ نے صفت گنوائی اسی اثنا میں دوسرے مریض کا قارورہ دکھایا گیا قارورہ دیکھتے ہی حکیم صاحب کو ایسا طیش آیا جیسے ارنے بھینسے نے لال کپڑا دیکھ پایا جھنجلا کے فرمایا۔

"بیٹے لاکھ دفعہ منع کیا کہ صبح صبح ہمیں کسی یہودی کا قارورہ مت دکھایا کرو مگر تم ایسے بے حیا بے غیرت ہو کہ بات نہیں کرتے" دفعتہ تیسرا مریض آگے بڑھا اسکی صورت دیکھتے ہی حکیم صاحب کہنے لگے "دور ہو یہاں سے مردود میں نے روکا تھا کہ خبردار مچھلی نہ کھانا تو نے شب کو مچھلی کھائی میں تیرا علاج نہیں کرونگا" اسکے بعد حکیم صاحب نے اپنے خدمتگار کو حکم دیا کہ دوا تقسیم کرو۔ خدمتگار نے تعمیل ارشاد فوراً بڑا سا برا لکھوا دیا ایک ہی دوا تمام بیماروں کو دینی شروع کردی "لو بھائی یہ دوا تھوڑی سے مرض میں لگا لینا۔ لو بھائی سوتے وقت یہ دوا لگا لینا" بھیڑ چھٹی تو بوعلی سینا جو ایک قبر سے دریا میں غوطے لگا رہا تھا اپنی نبض دکھانے آگے بڑھا۔ حکیم صاحب نے نبض پر انگلی رکھتے ہی فوراً ارشاد کیا "اخاہ۔ ابن سینا! آیا سیالکان ہو کہ تم بوعلی سینا ہو" بعد زیارت معانقہ ہوا۔ تب شیخ جی جو تحیر کے دریا میں غوطے کھا رہے تھے بول اٹھے کہ جب تک میرے سوالات کا شافی جواب نہ پاؤنگا میں ہرگز نہ جانے دونگا۔ حکیم صاحب نے کہا حضرت یہاں کیا ہے آپکی ہر بات کا جواب دونگا۔ بعد ازاں

شیخ نے پوچھا:-

"وہ کونسی دوا ہے جو کسی بیماری کے واسطے مخصوص نہیں"

حکیم "میں دوا کا نام نہیں جانتا صبح کو خادم میرے حکم سے بیابان کی گھاس پھونس پتی پھل پھول جڑ کا ایک ذخیرہ جمع کر لیتا ہے۔ وہی دوا ہر مریض کو دیجاتی ہے۔ خدا کی شان ہے کہ سو میں اسی اور نوے بیمار چنگے بھلے ہو جاتے ہیں"

شیخ "دور ہی سے نبض دیکھنا کہاں کا دستور ہے"

حکیم "یہ ایک دھوکہ ہے۔ نبض دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ شافی مطلق اسی امر کی بدولت سے شفا

عنایت کرتا ہے تو نبض کیوں دیکھوں جب اسی کا رعب جمانے کی تدبیر ہے۔ شفا میرے قبضے میں ہے نہ تھا ہے قبضے میں مرنا برحق ہے۔ تھا ... ہی لوگ رہتے ہیں۔ میرے علاج سے بھی ... نبض وکیل کو دینی اعتبار ہی اور فضول ہے"

شیخ "پیشاب سے مذہب کی شناخت کیونکر ہوتی ہے"

حکیم "نیلا رنگ یہودیوں کو بہت پسند ہے شیشی کے موہ پر نیلا نور الیشاہ تھا۔ بس اور کوئی فلسفہ نہیں ہے"

شیخ "چہرے سے غذا کا پتا کیونکر لگتا ہے"

حکیم "مریض یورپی تھا۔ کل اسکے دن میں

اس تجویز میں مچھلی ضرور تھی جو بیماری سے چہرے کا رنگ متغیر تھا۔ اسوجہ سے میں سمجھ گیا کہ مچھلی نے نقصان کیا"

شیخ "شریانات ٹٹول کے نام بتانا کیونکر ممکن ہے"

حکیم "مگر فراست یہ علم جس کا علیہ تمام شاہی مقبوضات میں مشتہر کیا گیا ہو محض لباس ہی سے پہچانا جا سکتا ہے۔ پھر جو شخص کہ ادھیڑ ہونے کی حالت میں اپنی نبض اتنی معتدل رکھ سکتا ہے وہ ابن سینا کے سوا اور کون ہو سکتا ہے"

یہ گر کی باتیں سنکے جناب شیخ ہکا بکا رہ گئے۔

ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے

لب از گفتن چنان بستہ کہ گوئی
دہن بر چہرہ زخمے بود بہ شد

اور نہیں معلوم نہ تھا کہ زبان چلتی رہتے تو رزق کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ اگر کسب معیشت کوئی ضروری فرض ہے عقل کہتی ہے تو زبان کی کمائی معیشت کرنا بھی واجب ہے فضول گوئی سے نام نکلے تو برکت اور خاموشی ذلیل حمق ہے۔ علامت عقل نہیں۔ سینکڑے فضول گوئی کی بدولت صاحب مال و دولت ہو جاتے ہیں اور جناب عاقل اپنی کمال عقل پر آنسو بہایا کرتے ہیں۔ کسی بادشاہ کو بینگن کا رائتہ ذرا زیادہ مرغوب تھا ایک روز اپنے مصاحب کے سامنے چڑھ بیٹھے تو یہ بیگن بہت ہی اچھا ہے کہ مصاحب کے منہ سے نکلی واہ۔ بادشاہ سلامت بیگن کا چڑھنا کے پوچھے کہ "آپ مجھے بتاتے ہیں؟" اگر مصاحب چپ رہتا تو جھنا سی گردن اڑا دی جاتی۔ ادھر فوراً فقرہ بنا:-

"میری مجال ہے؟ غلام نے تو چڑیا کی تعریف کی تھی کہ تیر قضا سے کیا خوب بچی۔ پیر و مرشد کے نشانہ سے آ بچنے تو کوئی جان سلامت نہیں لے گیا۔ مگر واہ ری چڑیا۔ اری واہ ری چڑیا"

علی ہذا القیاس شاعر بھی دیکھ مزے میں رہتے ہیں



پراونشل مسلم لیگ میرٹھ

"شیخ ... "

"مسجد کا چراغ ! مسجد کو چراغ !! مسجد کو چراغ !!!"

جو معاشرتی برائیاں ہیں یا اعتقادی غلطیاں ہیں کہیں کہیں
ورکی تاب ہے مصنف نے ہر جگہ یہ جتا دیا ہے کہ دنیا کی محبت کرنے والے
ہمیشہ ایسی پشیمانیوں کی یادگار رہ جاتے ہیں۔ ایک
مرد شوہر ہے جسکا دور نفل میں ہمیشہ ایک گونہ
ہونے کے علاوہ خود اسکے نفس کی بری عادت کا ادنی
کی خواہش پر صبر و تحمل کے لیے مجبور کرتا ہے۔

کسرے از نوشیروان کو نجومیوں نے خبر دی تھی کہ صاحبزادہ سعد شیرویہ سے بچے رہنا تمھیں انھیں پیدا کیا تھا یہ تمھیں نا پید کر یگا۔ چنانچہ جب ولیعہد بہادر نے باپ پر دعا دیا کیا تو وہ جب نہیں رہتے قاتل سے کہا کہ دیکھو بھی شیرویہ سے تو میری جان جا ہی رہی ہے اپنا حقیقی باپ ہرگز نہ بنا دیگا کہ تم سے میں رضامند ہوں اسلیے کہ تمہارا کوئی قصور نہیں تم محکوم ہو قصور میرا ہی ہے کہ ایسا نافرمان موذی لڑکا جنوایا لہذا میں تمھیں مشورہ دیتا ہوں کہ میرے مرجانے کے ایک صندوقچہ کے اندر اسی چیز ہے جسکا مقابلہ دنیا کی کوئی نعمت نہیں کرسکتی تم وہ صندوقچہ حدود سلطنت سے باہر چلے جانا تاکہ یہ نعمت شیرویہ کے ہاتھ نہ لگے۔ قاتل نے بعد قتل صندوقچہ کھولا اس میں ایک شیشی تھی شیشی پر لکھا ہوا تھا کہ یہ آب زندگانی جوانی کو ہمیشہ قائم رکھتی ہے جو کوئی ایک گولی کھالے وہ گوشت دیکھے ہر روز پندرہ کنواریوں سے بیاہ رچالے۔ روئے زمین کے خزانوں سے نظر آئیں قاتل نے ایک گولی شیرویہ کے سامنے کھائی اور دوسری باجمالہ خیرخواہی شیرویہ کو کھلائی نتیجہ یہ ہوا کہ قاتل آخر اور مقتول دونوں کے جنازے ساتھ ہی اٹھے۔ غرضیکہ اگر کسرے بحر میں رہتا تو اپنے خون کا عوض لیکر رہتا۔ باقی آئندہ

راقم ۔ [illegible]

شاما

مسٹر کرشن پرشاد کول سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی کے ممبر کی ایک تازہ تصنیف باسم مشمول دختر شاد ہوئی ہے یہ ایک افسانہ ہے جس میں ایک خاندان کی شائستگی اور دوسرے کی ناشائستگی کا مقابلہ کیا گیا ہے ان دونوں گھرانوں میں رسم و رواج نے تعلقات

پیدا ہے چند سال بعد تمر کی دور میں کسر و انکسار ہوتا ہے مگر پھر بیاہ ہو گیا ساس کی برائی اور شوہر کی کج خلقی و بے پروائی نے ایک نیک شعار عورت کو فراق دائمی پر مجبور کیا۔ بیسری بیچاری ساس اور شوہر کی ستائی تین برس کی لڑکی لے کے میکے چلی آئی اور بیمار ہو گئی بیماری میں بھائی اور بھائی کے ایک رفیق نے تیمارداری کی۔ کمزوری کا ساتھی عموماً محبوب ہوتا ہے بھائی کے رفیق نے اپنی شائستہ حرکات سے نیک نہادی کا ثبوت دیا بیمار داری سے متاثر ہو وہ فرائض ادا کیے جو شوہر نے کبھی ادا نہ کیے تھے اور جن کی ضرورت یا توقع ہر ایک شوہر دار عورت کی سرشت میں داخل ہے۔ احسان مندی سے عظمت عظمت سے الفت اور الفت سے عشق پیدا ہوا کوئی دشواریاں نہیں یکجائی اور آزادی کے ساتھ میل جول نے نقش محبت کو زیادہ گہرا بنا دیا۔ شوہر کا کیا ہے لو جدید عاشق کے حمیدہ صفات کی وقعت بڑھا جانے کے لیے کافی تھا مگر ایک ہندو عورت اپنے شوہر کی ہر حال مملوک ہوتی ہے خواہ شوہر زندہ ہو یا مر گیا ہو لہذا پینگ ناجائز حد تک بڑھنے نہیں دیا اور مذہب کی تعلیم یا مذہبی خیالات کی چھری نے جوڑے کی رسی کاٹ دی۔ جدید عاشق نے شادی کر لی اور شاما کا طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ یہ تو ہے افسانے کا خلاصہ اعتبار شاما کی اس قصے میں کوئی منطقی سقم نہیں ہے شک ظالم و جابر کی اطاعت باقتدار ادب سے کی جا سکتی ہے لیکن دل کا دھاں بلیز ناپیت ممکن نہیں مجبور و مظلوم عورتوں میں ایسے افراد کی قلت نہیں ہے جنھوں نے محض مذہبی اعتقادات کی وجہ سے اپنی عمریں کسی ظالم و جابر شوہر کے ساتھ فساد برپا کیے بغیر بسر کر دیں۔ یہ قصہ قوم سے عمدہ الفاظ میں ایک ایسے قانون کا مطالبہ کرتا ہے جو ظلم کا مقابلہ کر سکے۔ پیچ تو یہ ہے جہاں سے رسم و رواج ہر گل کرتی ہیں اگلے جہاں محض فراق طلاق کا نام سنا جب طبیعتیں ناکس ہونے کی وجہ سے مار دھاڑ کے یہاں ایک معمولی بات ہے۔ عورتیں ظلم و جبر کا حل کر آتی ہیں اور نہیں بھی کرتیں۔ جو نہیں کرتیں وہ علانیہ

جدائی کے بعد آخر دوسرا شوہر کر لیتی ہیں معلوم نہیں کہ یہ رشتہ زندگی دوسرے کے وابستہ ہے مگر چونکہ گھرانوں میں اور بیچی داتوں کے لیے مصیبت ہے۔ ناز پروردہ نے خوبی میں تیزی پیدا کر دی۔ تحمل کی نوبت نہ رہی تعلیم نے حقوق کی بنا پر خوبصورتی نے غرور بڑھا دیا۔ نرمل نے مقابلہ کرنے کی ہمت دلائی۔ گنجے داتوں کے بااختیار و صاحب اثر ہونے سے امکان و عدم امکان کا وسوسہ مٹ گیا۔ ان حالتوں کے یکجا ہو جانے پر ظلم و جبر کا گھونٹ شربت کا گھونٹ ہو جائے یہ ناممکن ہے۔ پنج قوموں کی طرح ایسی مظلوم عورتیں یہ نہیں کرتیں کہ دیدہ جا شعبے توڑ کے دادرسی کی داد رسی چاہیں وہ مجبوریاں یا تو مقروض ہو کے مر جاتی ہیں یا میکے میں بیٹھ کے عمر بسر کر دیتی ہیں۔

مصنف کا طرز بیان نہایت دلکش ہے بکثیر سے منظر اور تاہل کی زندگی کے باریک نکات ایسی خوبی سے بیان کیے ہیں کہ اکثر مسلمان مصنف بڑی بڑی ڈگریں انگلستان وغیرہ کا شور سننے کے بعد بھی اس طرز اعلیٰ مطلب پر قادر نہیں ہیں۔

اردو کے محاورے اور [illegible] کی غلطیاں اس کتاب میں اکثر مقام پر ہیں مگر طرز بیان کا حسن انھیں زیادہ نمایاں نہیں ہونے دیتا۔

کتاب انڈین پریس لمیٹڈ الہ آباد سے مل سکتی ہے نقد

پنج مل خدا - خدا مل پنج

غضبناک قاضی

فسادات کے متعلق آجکل جو فیصلے اخبارات کا خاصہ بنتا چھپتے ہیں اور ان پر سزا پانے والوں کے طرفدار روتے ہیں اور ان کا مقابل گروہ بغلیں بجاتا ہے حکام جب دیکھتے ہیں کہ ہمارے فیصلے پر صاد کرنے والے بھی موجود ہیں تو وہ نہیں بالکل محسوس نہیں ہوتا۔ ہماری دبی ہوئی شرم لگی ہوئی تجویزیں ہمارے غصے کا جزو کسقدر ہے نیت گرگی ہوئی ہو یا نہ ہو ہر حالت میں قاضی کیسا بھلا ہوتی آثار سے متاثر ہو جاتا انصاف کے حق میں برا ہے۔

مشہور قاضی موسیٰ ابن اسحاق ہر وقت گل [illegible]

[illegible]

بی بی — [illegible] کتنی ہی [illegible]
سے قاضی صاحب بھی نہ ہوسکے تو قاعدہ نہیں [illegible]

قاضی :- کیا کبھی ہو ؟

بی بی :- تم نے فقہ کی کتابیں پڑھی ہیں ؟
قاضی :- پڑھی نہیں تو فیصلہ تمہارے [illegible] کرتا ہوں ؟ –

بی بی :- خیر پڑھی ہونگی، مگر اتنا تو میں قسم کھا کے کہہ سکتی ہوں کہ حدیث تمہیں یاد نہیں –

قاضی :- پھر وہی [illegible] نکتہ چینی تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ مجھے حدیث یاد نہیں –

بی بی :- اگر تمہیں یاد ہوتی تو آج تم قاضی نہ بنتے۔ اور بادشاہ حدیث جانتا ہوتا تو ہرگز تمہیں قاضی نہ مقرر کرتا۔ حدیث صاف حکم ہے کہ [illegible] غصے کی حالت میں دو فریقوں کے درمیان قاضی کے واسطے حکم لگانا ممنوع ہے۔ تمہارا یہ عالم ہے کہ بات کی اور کاٹ دوڑے۔ تھپڑ اور طمانچہ کھایا۔ ...

... محرم کی پہلی [illegible] کبھی کسی نے تم کو ہنستے نہیں دیکھا۔ گوشت میں نمک زیادہ ہوگیا تو پتیلی لونڈی کے سر پر توڑ ماری۔ بچہ رویا اور تھپڑ ڈانٹ بتائی۔ یہی حال اس وقت بھی ہوتا ہوگا جب کسی مقدمہ میں گواہ یا فریق سے تمہارے مزاج کے خلاف کوئی حرکت سرزد ہوتی ہوگی۔ حاکم کے دل میں [illegible] آئی اور وہ آپے سے باہر ہوا [illegible] سزا [illegible] کی [illegible] ہو گئی۔ پانچ کوڑوں کی جگہ دس کوڑے [illegible] کا حکم دے دیا (یعنی پانچ تو اصلی جرم کے عوض اور پانچ قاضی صاحب کو ناراض کرنے کی پاداش میں) حالانکہ قاضی [illegible] [illegible] [illegible] قصاص لیجئے [illegible]
[illegible]

اور جب یہ قاضی کو [illegible] وقت [illegible]
قاضی اور ان کی بی بی کی گفتگو سے [illegible] جوش [illegible] بہت جلد [illegible] برافروختہ ہو جاتے ہیں کہ [illegible] زیادہ اور [illegible] سخت مزاج ہیں وہ [illegible] کے [illegible] لازم ہے یا فلاں فریق غصہ ور گستاخ اور [illegible] سامنے [illegible] تو ان کا بیان کے وقت اسکا کیا حال ہوگا۔ یا فلاں [illegible] سوال کا جواب دیتے وقت اسکا کیا حال تھا۔ اگر آپ تلاش کریں گے تو [illegible] قاضی صاحب کے غصہ کا ثبوت دیں گے۔ [illegible] حال کے قاضیوں کی [illegible] [illegible] [illegible] ہے –

ثریا جاہ اور [illegible]

[illegible] کا ایک [illegible] [illegible] اور وہ [illegible] تھی [illegible] ماں باپ [illegible] کے خواہشمند [illegible] کسی [illegible] مگر بات [illegible] لڑکی بھی ہوشیار و سمجھ [illegible] تھی [illegible] گھر میں [illegible] [illegible] اسکا [illegible] ہوا تو اس نے کہا بہت خوب قرآن شریف [illegible] کسی طرح باز نہیں آتیں تو سن لو کہ اس بیوی کو وہ [illegible] ہے شادی کے بعد پانچ چھ مہینے بچہ پیدا ہو اور [illegible] ہو گی پر مجھے کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی بات [illegible] [illegible] پیچھے نکاح ہو گیا لیکن صاحبزادی نے خوب رات کھا ڈالی ہی اس قدر بہت تمہاری تمنا پوری کر دی گھر میں سال بھر تک تمہارے گھر نہ جاؤنگی مجھے یہیں رہنے دو۔ سال بھر گزر جانے کے بعد والدین کو معلوم ہوگیا کہ اب صاحبزادی کا [illegible] نہایت درست ہے۔ [illegible] کی [illegible] میں جو مضامین آجکل شایع ہو رہے ہیں [illegible] بھی اسی قسم کی ہے – [illegible] [illegible]

کہ اگر [illegible] شادی [illegible] کے ساتھ ہوئی تو نصیب بیٹ کا [illegible] [illegible] انتخاب (چچا زاد بھائی) ہے اپنا [illegible] اے حضرت [illegible] کہاں [illegible] ہو [illegible] پشتو [illegible] ہمیشہ [illegible] سال [illegible] نہیں بلکہ [illegible] مہینے انتظار [illegible] ایک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible]
[illegible] [illegible] گیا۔
[illegible] [illegible] [illegible] –

اخبار الخلیل میرٹھ
کی
بعض خصوصیات

الخلیل میں ہفتہ میں دو بار حالات حاضرہ پر [illegible] اور [illegible] کے مطابق [illegible] شایع ہوتے ہیں –
الخلیل [illegible] [illegible] [illegible] کرتا ہے۔
الخلیل [illegible] اسلامی [illegible] خبریں [illegible] اپنا ثانی نہیں رکھتا۔
الخلیل [illegible] بے [illegible] شایع ہوتے ہیں۔
الخلیل [illegible] [illegible] رہتا ہے –
الخلیل کا [illegible] [illegible] تاریخ کو شایع ہوتا ہے دلچسپیوں کا [illegible] [illegible] ہوتا ہے۔
الخلیل کم سے کم قیمت میں زیادہ سے زیادہ پڑھنے کے قابل مواد [illegible] (پھر کیا وجہ ہے کہ آپ) اخبار الخلیل کے خریدار نہیں ؟ (المشتہر منیجر الخلیل میرٹھ شہر)



(ہندوستانی جرم و تعزیرات کے متعلق مباحث)

سکلاتوالا:۔ حضرت! اخلاق، رحم، نصفت، عدالت!

ونٹرٹن:۔ سب گئے جہنم میں۔ قانون قانون۔ قانون قانون!

ایک پرانے دُھنیے طبیب کا اظہارِ حال

بخدمت حضور وائسرائے

پیارے حضور، ایک دُھنی ہوئی روئی بھی ہوتی ہے اور [illegible] بہت [illegible] لوگ کہتے ہیں کہ دُھنیے کی عقل کتنی ہوتی ہے [illegible] عقل [illegible] معلوم ہی نہیں۔

تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جاہلوں اور ناشناس کا قول ہے کہ لونڈے سے پڑھانے والے سو عقلمندوں کی عقل برابر ایک دُھنیے کی عقل کے ہو سکتی ہے مگر افسوس کہ دھنیا عقل کا ایک ہو تا ہی نہیں۔ ان تمام مغرور عقلمندوں کو آج آپ کے طفیل میں اپنی غلطی معلوم ہو جائیگی یہاں نوبت کر دونگا کہ دُھنیے بھی عقلمند ہوتے ہیں اور ایسے عقلمند ہوتے ہیں کہ بڑے بڑے حکیموں سے بھی بہتر علاج کرتے ہیں۔

کتاب اذکیا مصنفہ شیخ الاسلام امام ابو الفرج ابن جوزی ۵۹۷ھ میں شخص بیان کیا ہے وہ ضرور واقعت ہوگا کہ بندہ ایک دُھنیا تھا۔ روئی دُھنکنے کا کام سال میں تین ہی چار مہینے رہتا ہے پھر موسم کا سا دن مقام جہاں برسوں تک روئی کا نشان نہیں۔ قحط سالی آج جہاں میں تو کل وہاں۔ ایک آبادی سے دوسری آبادی تک سفر کرو تو جتنے مرض ہو جائیں اور سفر خرچ۔ ان حالات میں محنت مزدوری بسر اوقات کے قابل نہیں ہو سکتی۔ تنگیٔ معاش سے بندہ بہت پریشان تھا کہ اتفاقاً بندہ کا گزر ایک طبیب کے مطب میں ہوا۔ طبیب صاحب گاؤ تکیہ لگائے ہزار شان سے جلوہ فرما تھے مریضوں کا ہجوم تھا کسی کو دوا بتائی کسی کو آنے کو۔ اسکی نبض دیکھی اس کا قارورہ معائنہ فرمایا تشخیص کی اور فیس وصول کی۔ بندہ کے دل نے کہا کہ تو بھی طبیب بن جا اس طبیب صاحب میں کیا کمال ہے جو تجھ میں نہیں۔ ایک گر یہی ہے کہ یہ لوگ مرض کے بہت سے نام جانتے ہیں اور کچھ نہیں کہ دیکھو یہ کام اچھا نہیں ایسے کیوں دوسروں کی جان کے پیچھے پڑتے ہو۔ بیٹے کہا چل بیٹھ تو کیا جانے تیرا دھو کھو تو آج سے تجھ کو حکیم صاحب نہ کہا تو جانا نہیں۔ وہ خاموش ہو رہی جیسے دُھنکی توڑ کے پھینکدی جا تھا اسی لئے بندہ بلا لیس ہو کے

سر پر دہ بیٹھا۔ دستور ہے کہ لوگ ادویات منگاتے کوٹ پیس کے پاس رکھے گو یا دواؤں کی سبیل رکھ دی جو آیا دوا مفت لے

ایک ہو حکیم حاذق کرنے لگے طبابت

مردوں کے تئیں جلا دیتے ہیں کرامت

رفتہ رفتہ شہرہ ہو گیا خدا کی مہربانی دیکھئے کہ اوس مرکب سے بہت بیمار تندرست ہوئے۔ دُکان چل نکلی یہان تک کہ سلطان وقت کی پیاری لونڈی حضرت مخ کا ہا سپورٹ دے چکی تھی۔ میری خانہ ساز چپاتیوں کی چاروں میں پلنگ سے اوٹھ کھڑی ہوئی۔ اس علاج نے مجھے مقرب بارگاہ سلطانی بنا دیا۔ آپ جانتے شاہوں کے دربار میں چغل خور حاسد لگائی بجھائی کرنے والے ضرور ہوتے ہیں بعض نے بادشاہ سلامت سے کہا کہ خداوند نعمت ہم اس شخص کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ دُھنیا ہے آج تک اسکی دُھنکی ہوئی روئی کے شلوکے ہمارے گھروں میں رکھے ہیں۔ بھلا کجا یہ اور کجا طب! بادشاہ سلامت نے فرمایا یہ شخص محسن ہے اسکے علاج سے بادشاہ بیگم اچھی ہوئیں گھر جاتے ہوتے ہوتے رہ گیا دُھنیا ہو یا جولاہا اس سے ہمیں مطلب نہیں۔ طبیبوں کے علاج سے فائدہ نہ ہوا تو اون سے یہ جولاہا افضل ہے جسے خدا نے دست شفا عنایت کیا ہے۔ چغل خوروں نے پھر اصرار کیا کہ خداوند سرکاری اطبا کو حکم ہو کے اس کا امتحان لیجئے ابھی حال کھل جائے۔ ان تقریروں سے مجھے آیا غصہ۔ یہ کہا سنتے ہو جی۔ بحث مباحثہ کا تصفیہ اور فیصلہ تم جاہل نہیں کر سکتے یہ تو ہم طبیبوں کے سمجھنے کی باتیں ہیں۔

ایک کام کرو میں شاہی اسپتال جاتا ہوں اور جتنے بیمار وہاں مقیم ہیں سب کو دو گھنٹے میں اچھا کئے دیتا ہوں اپنے طبیبوں کو بھی بلوا لو اگر وہ بھی اس مسیحائی پر قادر ہوں تو وہ جیتے میں ہارا ورنہ آج سے کبھی تم شاہی دربار میں قدم نہ رکھنا۔

بات ایسی سر کی تھی کہ سب کے منہ میں تیر لگ گیا۔ بندہ نے ہاتھ میں عصا لیا اور سیدھا شفا خانہ بیمارستان کے پاس ہو لیا۔ جاتے ہی اوس سے دریافت کیا

آرام کے بجائے بیماری میں کتنے مریض ہیں اوسنے کہا پچاس۔ بندہ نے کہا کہ دیکھو تو یاد رہے کہ میں ایک مقرب بارگاہ شخص ہوں اگر تو نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی تو ابھی پھر جھوڑ دونگا وہ غریب ڈر گیا کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ جب اوسنے اطاعت اور رازداری کی قسم کھائی تو بندہ نے کہا اس اسپتال میں کتنا روغن موجود ہے۔ اوسنے جواب دیا کہ پانچ من۔ بندہ نے حکم دیا کہ تمام روغن ایک بڑی دیگ میں ڈال کے چولھے پر چڑھا دے۔ اوسنے تعمیل کی جب تیل خوب کھولنے لگا تو بندہ حکیم سپاہی زادہ اور غیر بیمارستان کو باہر کر دیا پھر ایک بیمار کو دیگ کے پاس کھڑا کیا اور اوس سے کہا کہ دیکھو میری دانست میں تمہاری بیماری کا علاج یہی ہے کہ تم اس کھولتے ہوئے تیل میں ڈبکی لگاؤ۔ یہ سنتے ہی بیماروں کی سٹی بھول گئی۔ ہر شخص نے کہنا شروع کیا کہ حضور میں بیمار نہیں ہوں میں تو آپ کے تصدق میں بالکل اچھا ہو گیا تھوڑا سا ضعف باقی ہے اب گھر جانے کی اجازت دیجئے۔ سواری کا کرایہ مل چکا ہے انشاء اللہ کل روانہ ہو جاؤنگا۔ بندہ نے ہر ایک سے براءت نامہ لکھوا کے صحتیابی کی تصدیق کروائی اور کہہ دیا کہ دیکھو کل تک تم واپس یہاں نہ رہو ورنہ یہ کڑھاؤ ہے اور تم ہو۔ بیمار اپنے دل پر جبر کر کے شفا خانے سے نکلے پکار پکار کہنے لگے کہ اللہ حکیم صاحب کو سلامت رکھے۔ ایک ہی نسخہ میں بیماری غائب ہو گئی۔ ہم اچھے ہو گئے بابا جی۔ ایسا طبیب نہ دیکھا نہ سنا! شہر بھر میں دھوم مچ گئی۔ بندہ مصدقہ دستاویزیں دربار میں آیا چغلخور ریک مینی دو دو گوش دربار سے بموجب شرط نکال دیے گئے۔

یا امیر الولیسرائے غالباً اب آپ کو بھی بندہ کی رسائی ذہن و فطانت و ذکا میں حرف گیری کی گنجائش نہیں مل سکتی دُھنیا ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ دُنیا بدل گئی تو دُھنیا کیوں نہ بدلے۔ عقلیات میں تغیر نہیں ہوتا تدبیر شرط ہے ہر حال یہ ہے جب سے روحانی بادی کی زبانی سنا کہ آپ ہندوستان میں مذہبی فساد کی بیماری پھیلنے دیکھ کے بہت دلگیر ہیں۔ آپ نے دورہ ملتوی کیا۔ عقلاء کی فوج جمع کرنے والے ہیں تو میرا دل بہت گڑھا۔ آجکل ہندوستان لیڈرستان ہے۔ خرابی کے رہنے کی جگہ نہیں۔ جو لیڈر ہے وہ رہے۔ کچھ بیمار خود ساختہ ہیں کچھ گورنمنٹ ساختہ ہیں

اور اقل تجھیں خلق ساختہ ہیں بیمارستان ہند میں بجز ذات
کوئی ڈاکٹر میری سی قابلیت کا موجود نہیں جو اس بیماری
کی جڑ ذات کے ساتھ ہی ختم ہو جائیگی خود خدائی خوار
[illegible] بطور سرگروہوں کے واسطے تیل کا گڑھا
تیار کرے اور روغنی قلم کی حرارت سے تعصبات کی
چربی نکالے۔ آپ کی رسائی گورنمنٹ ساختہ لیڈروں تک
محدود ہے خود ساختہ لیڈر آپ تک پہنچ نہیں سکتے۔
خلق ساختہ لیڈروں سے اور آپ کی ہیکل حکومت سے
بنتی نہیں تھی اور انھیں خود ساختہ لیڈروں نے پاجامہ
میں ڈال کے پہن بھی لیا ہے۔ جب تک خود ساختہ لیڈروں
کو روغن گداختہ کی دیگ نہ دکھائینگے اس وقت تک
شاید ملکی بیماری کے دفع ہونے کا اقرار دل سے تو کجا
زبانی بھی نہ ہوگا۔ اے حضرت! حکومتی لیڈروں سے
یہ کہنا کچھ مشکل نہیں کہ۔
"خدا کا فضل حکیم جی کی عنایت شریک حال
ہے۔ نیا قانون "ترمیں مذہب" پاس ہو گیا۔ یہ
دستور ہے لیکن اور اندر اس کے بیجوں سے مرکب
ہے۔ شفا ہو گئی وہ مرض بھاگا جاتا ہے" والسلام

راقم آثم۔ حاکم پالیٹکس
بقلم پنبہ دانہ سیاسی

ہمارا [illegible] کا سوء تدبر

ابو موسیٰ اشعری تاریخ اسلام میں ایک مشہور شخص ہو گذرے ہیں [illegible] حجاج ابن یوسف کی قید میں تھے۔ اس قید خانہ کا قیدی جب تک قید زندگی سے آزاد نہ ہو جاتا تھا۔ لاش پر لاش نکلتی رہتی تھی جب بندی خانہ کا داروغہ [illegible] والوں کی لاشیں باہر نکالنے کی اجازت دیتا [illegible] کے [illegible] جان [illegible] کا کردن [illegible] اور [illegible] میں [illegible] مقدر [illegible] آدمی مر گیا [illegible] میں [illegible] صاحب کے [illegible] یہ [illegible] کہ میاں بلال کو گھر [illegible] جائے [illegible] میں داخل کئے جائیں [illegible] جان [illegible] کیا [illegible] [illegible]

دیوان لوگوں میں [illegible] جانتا ہوں ہاں! مجھے [illegible] جناب کے حکم کی پوری تعمیل میں کر چکا۔ نہ صرف اپنی جان ہی بچالی میں پھنسا لیگا نہ کلی بندہ کی نوکری چھوڑ بیٹھے۔ غرض یہ کل آئی تھی۔ بر بنائے شہرت ذوافراہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا اپنا نادان دوستوں بعض اخبار نویسوں نے یہی کام کئے رہتے ہیں رہتے بعض لیڈر اسی خدمت پر معمور ہو کے معزول ہو چکے اگر لا او دیکھیں تو یہی دو ان معاملہ ہوا تو یہ گروہ پہلے گروہ سے زیادہ اپنی جان بچانے کا حریص ہے۔

ایک ایسے موثر اور نیک نام ہمارا [illegible] کے واسطے چپکے بارے میں عام شہرت ہے کہ دل میں قومی درد رکھتے آزاد خیال ہے مستقل مزاج ہے مستثنیٰ ہے۔ تدبر و مآل اندیشی کی زیادہ حاجت ہے۔

یہ افواہ ولی کو سچ ہو جانے والی ہے کہ ہمارا [illegible] رنگوں بیچے جائینگے۔

المختصرات

مولانا حسرت موہانی کو [illegible] کا پروانہ حکومت نے نہیں دیا۔ جو لوگ بلائے گئے ہیں شاید ان ہی میں سے کوئی نہ جا سکیگا۔ خود ساختہ یا خانہ ساز یا طفیلی لیڈروں کے واسطے راہگذر ہوئی ہے اگر تھوڑی سی ہمت کریں تو [illegible] مہمان ہو سکتے ہیں کوئی پوچھے کہ آپ کون؟ تو کہیں "یہ احقر [illegible] جناب کو دعوت [illegible] کی ہمت نہیں دی۔ ان لوگوں نے ظلم کیا جو آپ کے بلانے پر نہ آئے"

جام [illegible] آج کل [illegible] گرم ہو رہا ہے۔ ویسرائے کی دعوت ہو رہی ہے۔ [illegible] کوئی کس کس [illegible] کے [illegible] روپیہ [illegible] کی [illegible] لیڈر ہے۔ کھانے مہمان کھانے جام صاحب [illegible] کی کمائی [illegible] اخبار نویسوں کا۔ ایک بی صاحب [illegible] دوسرے صاحب [illegible] ہم [illegible] خیال نہیں کرتے۔ اچھا تو [illegible]

[illegible] کی سلطنت [illegible] ایک بات بالکل [illegible] قوموں کے جال میں [illegible] سال [illegible] صحیح کیا جا [illegible] حیا و حقارت کی داستانیں [illegible] دنیا کی [illegible] زمانوں میں [illegible] ترتیب ہوتا اور ساری دنیا دیکھتی [illegible] کی [illegible] نے کتنا کام دیا۔

چاہ کن را چاہ در پیش۔ سیالکوٹ میں [illegible] جاتی ہیں [illegible] ایک مسافر کو [illegible] مہمان کے [illegible] مشغول ہوئے [illegible] مسافر کو غیر معمولی مہمان نوازی پر شک گزرا [illegible] درخت پر [illegible] رہا [illegible] مسافر کے بستر پر آ کے لیٹ [illegible] مسافر [illegible] کو خدا کے حوالہ کر دیا [illegible] قتل دیکھتے ہیں تو [illegible] چل گیا۔ اس خیال سے [illegible] مسافر [illegible] قتل [illegible] سنایا۔

مسٹر [illegible] ہندوستان کو آزاد [illegible] نقصان [illegible] آزادی تو ایک بھی چیز ہے [illegible] جب مسٹر [illegible] انگلستان کے وزیر اعظم تھے تو [illegible] "[illegible]" اگر کوئی دل جلا [illegible] ہندوستان کے واسطے کیا گیا [illegible] مفید تجویز [illegible] میں منظور [illegible] نہیں [illegible] وائسرائے [illegible] کر دیا تھا۔ [illegible] معطل تھا [illegible] "معزول [illegible]"

زمانہ امیر معاویہ میں ایک [illegible] حضرت معاویہ [illegible] حضرت علی [illegible] باشندے تھے [illegible] ہندوستان کے متعلق [illegible] قید اور آزادی کے واسطے [illegible] ہیں [illegible] مسٹر [illegible] تو کیا تھا۔

پھر [illegible] کی خبر [illegible] شائع ہو رہا ہے۔ [illegible] یقین [illegible] ابھی تک آزادی نہیں [illegible]

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں [illegible] نکالی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ [illegible] کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک مشہور اساتذہ فن کی [illegible] کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

[illegible]

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ